اللھم صلِ علیٰ سیدنا محمد و آلہ وعترتہ بعدد کل معلومٍ لك

نظام المدارس پاکستان کے نصاب کے عین مطابق

باب القیاس

حُسامی

(سوالاً جواباً)

للعلامة محمد بن محمد بن عمر

مرتب

مفتی شہزاد احمد سجاد صاحب

پرنسپل جامعہ حسینیہ

جامعہ حسینیہ غوثیہ کالونی جراء نزد علی پور چھٹہ

0346-6207887

سوال نمبر1:۔ حسامی کس موضوع پر لکھی گئی کتاب ہے؟

حسامی اصول فقہ کے موضوع پر لکھی گئی کتاب ہے۔

سوال نمبر2:۔ حسامی کے مصنف کا نام اور سن وفات تحریر کریں۔

آپ کا نام محمد بن محمد بن عمر ہے اور آپ کا سنِ وفات 22یا23ذی القعدہ644ھ ہے۔

سوال نمبر3:۔ قیاس کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کریں۔

قیاس کے لغوی معنی اندازہ کرنا اور ناپنا جیسے بولا جاتا ہے قس النعل بالنعل یعنی اس کو دوسرے جیسا بنا دو۔

اور فقہاء جب اصل کا حکم فرع کے لئے ثابت کرتے ہیں تو وہ اس کو قیاس کے نام سے موسوم کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے حکم اور علت کے اندر فرع کو اصل سے ناپا(ماپنا) ہے۔

سوال نمبر4:۔ حسامی کا باب القیاس کتنی چیزوں پر مشتمل ہے؟

حسامی کا باب القیاس چار چیزوں پر مشتمل ہے، نفس قیاس، قیاس کی شرائط، قیاس کے ارکان اور قیاس کے حکم پر۔

سوال نمبر5۔ قیاس کی شرط اول کی وضاحت کریں۔

مقیس علیہ یعنی اصل کسی دوسری نص سے اس حکم کے ساتھ مخصوص نہ ہو ورنہ قیاس صحیح نہ ہوگا۔

جیسا کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ایک شخص کے ساتھ اونٹ کا سودا کیا اور اسے کہا کہ میں رقم گھر سے لے کر آتا ہوں اور تم میرا انتظار کرو حضور ﷺ کے جانے کے بعد اس شخص نے اونٹ کا سودا کسی اور کے ساتھ کر دیا جب حضور ﷺ واپس آئے اور اس سے اونٹ کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا کہ کوئی گواہ لائیں کہ میں نے آپ کے ساتھ یہ سودا کیا ہے تو حضرت خزیمہ وہاں موجود تھے انہوں نے کہا کہ میں آپ ﷺ کا گواہ ہوں تو آپ ﷺ نے تب فرمایا کہ: خزیمہ اب سے تیرے اکیلے کی گواہی دو کہ برابر ہے۔اب اگر کوئی اس پر قیاس کرتے ہوئے کہے کہ چونکہ حضرت ابو بکرؓ حضرت خزیمہ سے افضل ہیں لہذا ان کی گواہی بھی دو کے برابر ہے تو یہ درست نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ فضیلت صرف حضرت خزیمہ کے ساتھ خاص ہے لہٰذا اس کو مقیس علیہ نہیں بنایا جا سکتا اور ایسا قیاس کرنا درست بھی نہیں۔

سوال نمبر6۔ قیاس کی دوسری شرط کی وضاحت کریں۔

مقیس علیہ خود خلاف قیاس نہ ہو ورنہ قیاس صحیح نہیں ہوگا۔ جیسے قہقہہ سے وضو کا ٹوٹنا خلافِ قیاس ہے۔ لہٰذا اس پر کسی کو قیاس کرنا صحیح نہ ہوگا۔ یہ قیاس بھی درست نہیں کیونکہ جس کو مقیس علیہ بنایا جا رہا وہ خود خلاف قیاس ہے، چونکہ قیاس کا تقاضا ہے ناقضِ وضو وہ چیز ہو جو نجاست ہو اور جسم سے خارج ہو، جبکہ قہقہہ نجاست نہیں مگر نبی پاک ﷺ نے اسے رکوع و سجود والی نماز میں ناقض نماز اور وضو ٹھہرایا ہے لہٰذا اسے ناقض وضو مانا گیا ہے۔

سوال نمبر7۔ قیاس کی تیسری شرط کی وضاحت کریں۔

بظاہر یہ ایک شرط ہے مگر حقیقت میں چار شرطیں ہیں۔

1۔اصل کا جو حکم فرع کی جانب آیا ہے وہ حکم شرعی ہو، لغوی نہ ہو۔ جیسے خمر کا اطلاق اس کے لغوی معنی یعنی عقل پر، پردہ ڈالنے کی وجہ سے افیون پر کرنا۔

مقیس علیہ: انگور کا شیرہ یعنی خمر **مقیس** :افیون

علت: عقل پر پردہ ڈالنا **حکم:** افیون کو خمر کا نام دینا

اب یہ قیاس درست نہیں ہے کیونکہ اس میں قیاس کسی شرعی معنی کی خاطر نہیں بلکہ لغوی معنی کے لیے کیا جارہا ہے۔

2۔ حکم شرعی بلا تغیر و تبدل منتقل ہوا ہو، جیسے کسی ذمی کے کفارہ ظہار کو مسلمان کے کفارہ ظہار پر قیاس کرنا درست نہیں۔

مقیس علیہ :مسلمانوں کا کفارہ ظہار **مقیس:** ذمی کا کفارہ ظہار

علت: غیر مسلموں کا مسلم ریاست میں رہنا **حکم:** ذمی پر کفارہ ظہار کی ادائیگی

3۔اصل اور فرع آپس میں ایک دوسرے کی نظیر ہوں۔ جیسے ناسی کو خاطی اور مکرہ پر قیاس کرنا درست نہیں۔

4۔فرع میں موجود حکم کسی نص سے ثابت نہ ہو۔ ورنہ قیاس صحیح نہ ہو گا۔ جیسے کفارہ ظہار و یمین دونوں میں غلام کے مومن ہونے کی شرط لگانا درست نہیں۔

سوال نمبر8۔ قیاس کی چوتھی شرط کی وضاحت کریں۔

قیاس کی چوتھی شرط یہ ہے کہ تعلیل کے بعد اصل کا حکم اپنے حال پر باقی رہے اور اس کے لغوی مفہوم میں تغیر نہ ہو کیونکہ جس طرح فرع منصوص کے حکم میں تغیر باطل ہے اسی طرح اصل منصوص کے حکم میں بھی قیاس سے تغیر باطل ہے۔

یہ چوتھی شرط ہے کہ اصل حکم میں تعلیل سے تغیر نہ ہو۔

سوال نمبر9۔ قیاس کی شرطِ رابع پر شوافع کی جانب سے کون سے اعتراضات وارد ہوتے ہیں؟

شوافع کی جانب سے قیاس کی چوتھی شرط پر کچھ اعتراضات وارد ہوتے ہیں اور مصنف ان کا جواب دیں گے۔

اعتراض نمبر:۔۱

لاتبیعوا الطعام بالطعام الاسواء بسواء اس میں آپ نے علت ربٰو قدر اور جنس نکال کر قلیل میں کمی بیشی کو جائز قرار دے دیا اور یہ تعلیل سے حکم نص میں تغیر ہے جس کو آپ باطل قرار دے رہے ہیں۔

جواب: تغیر نص ہی کی وجہ سے یعنی دلالۃ النص سے ہے نہ کہ تعلیل کی۔ اور وہ نص نبی پاک ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ خرید و فروخت کرتے وقت احسان کا رویہ رکھنا چاہیے۔

اعتراض نمبر:۔۲

حدیث میں آیاہے کہ پانچ اونٹ میں ایک بکری زکوۃ ہے۔ مگر آپ نے اس کی یہ علت نکالی کہ فقیر کی حاجت روائی کا منشاء ہے جو بکری سے بھی پورا ہو جاتا ہے لہٰذا جس چیز سے بھی یہ منشاء ہو جائے اس کو ادا کرنا ہو گا اسی وجہ سے آپ نے بجائے بکری کے اس کی قیمت ادا کرنے کو جائز کہا ہے حالانکہ یہ نص کے حکم میں کھلی تبدیلی ہے ؟

جواب: خاص بکری سے قیمت کی جانب انتقال تعلیل کی وجہ سے نہیں بلکہ دلالت النص کی وجہ سے ہے کیونکہ باری تعالیٰ نے تمام بندوں بلکہ تمام مخلوقات کے رزق کا وعدہ فرمار کھا ہے۔اور بندوں کی ضروریات ایک ہی چیز میں منحصر نہیں بلکہ مختلف انواع کی ضروریات ہیں جن کو پورا کرنے کی سہولت قیمت سے ہے اس لئے یہ تبدل و تغیر نص سے ثابت ہے۔

اس پر یہ سوال نہ کیا جائے کہ پھر فقراء کو مالداروں نے رزق دیا ہے نہ کہ اللہ نے ؟ کیونکہ اللہ نے اغنیاء پر مال سے جو مقرر حصہ واجب کیا ہے وہ اپنے لیے کیا ہے پھر اپنے اس حق کو اس لیے صرف کرنے کا حکم فرمایا ہے کیونکہ وہ تو بے نیاز ہے اس لئے اولاً فقراء کا قبضہ بطور نیابت ہے ۔پھر اس کا ان کے پاس دوام اپنے لئے قبضہ ہے۔

اعتراض:۔۳ حدیث میں آیا ہے کہ ناپاک کپڑے کو پانی سے دھویا جائے۔ مگر آپ نے علت نکال کر کہا ہر وہ بہنے والی چیز جو ناپاکی کو زائل کر سکے اس کے ذریعہ سے کپڑا پاک ہو جائے گا اس میں بھی تعلیل سے نص کے حکم کو تبدیل کر دیا گیا۔

جواب: یہ تبدیلی تعلیل سے نہیں۔بلکہ نص سے ہی ثابت ہے کیونکہ اصل مقصود ازالہ نجاست ہے اور ازالہ کا ایک عمدہ ذریعہ پانی بھی ہے۔ اس لئے خصوصاً ذکر کیا۔

اعتراض نمبر:۔۴

حدیث میں آیاہے کہ تکبیر سے نماز شروع کرو مگر آپ نے تعلیل سے غیر تکبیر سے بھی نماز کے افتتاح کو جائز قرار دے دیا؟

جواب: اصل مقصود اللہ کی تعظیم ہے جو الفاظِ تکبیر کے علاوہ سے بھی ادا ہو جاتی ہے جو ہم نے ذکر کئے ہیں اور حدیث میں تکبیر کا خصوصاً اس لئے ذکر ہے کہ وہ بھی تعظیم کا ایک فرد ہے۔

اعتراض:۔ حدیث میں کفارہ صرف جماع کے ساتھ وارد ہے مگر آپ نے تعلیل کے ذریعے اکل و شرب کے اندر بھی کفارہ کو واجب کر دیا؟

جواب: کفارہ کا سبب عمداً بلا عذر کچھ کھا پی لینا ہے۔جماع بھی جس کا ایک فرد ہے، بہر حال ہماری تعلیل سے محل میں بذات خود کوئی تغیر نہیں ہوا کیونکہ وہ بدستور محل صالح برقرار ہے۔

خلاصہ

ان تمام شرائط کا خلاصہ یہ ہے:

1۔ جس حکم کو فرع تک متعدی کرنا مقصود ہو وہ اصل میں نص (یعنی کتاب وسنت) سے ثابت ہو۔

2۔اصل اور فرع میں حکم ایک جیسا ہو۔

3۔اصل کا حکم حکمِ شرعی ہو لغوی نہ ہو اور سمجھ میں آنے والا ہو۔

4۔اصل کا حکمِ شرعی فرع کی طرف بغیر تغیر و تبدل کے منتقل ہو۔

5۔اصل اور فرع ایک دوسرے کی مثل ہوں۔

6۔فرع کیلئے پہلے سے کوئی نص موجود نہ ہو۔(کیونکہ جہاں نص موجود ہو وہاں قیاس نہیں ہوتا)

7۔فرع کا حکم اصل کے حکم کے مساوی ہو۔

سوال نمبر10۔قیاس کے کل کتنے ارکان ہیں؟

قیاس کے کل چار ارکان ہیں:

I۔مقیس علیہ ii۔مقیس iii۔علت iv۔حکم

مقیس علیہ (اصل):

ایسا مقام جہاں شریعت سے ثابت حکم پایا جاتا ہو۔مثلاً شراب

مقیس (فرع):

ایسی چیز جسے اصل پر قیاس کر کے اس کا حکم معلوم کرنا مقصود ہو۔مثلاً نبیذ

علت (جامعہ یا مشترکہ):

ایسا وصف جو اصل اور فرع کے درمیان مشترک ہو۔مثلاً نشہ

حکم:

وہ حکمِ شرعی جو اصل میں موجود ہے اور اسے فرع میں بھی لاگو کرنا مطلوب ہو اور وہ مذکورہ مثال میں حرمتِ شراب ہے۔

سوال نمبر11۔قیاس کے رکن، علت جامعہ یا علت مشترکہ کی وضاحت کریں۔

قیاس کا رکن وہ ہے جس کو علت جامعہ یا علت مشترکہ کہا جاتا ہے۔(صاحبِ حسامی علت کو علامت قرار دیتے ہیں)اسی پر قیاس کا دار و مدار ہے اور اسی وجہ سے اصل کا حکم فرع کی جانب متعدی ہوتا ہے۔(یعنی دوسری چیز کی طرف بڑھتا ہے) نیز اس علت پر نص مشتمل ہوتی ہے کبھی تو صراحۃً جیسے انھا من الطوافین علیکم والطوافات کے اندر (اس نص سے بلی کے جوٹھے کا ناپاک نہ ہونے کا حکم ثابت ہوا) اور کبھی اشارۃً ہوتی ہے جیسے لاتبیعوا الطعام بالطعام الاسواء بسواء اشارۃً قدر و جنس پر مشتمل ہے ورنہ کیل کے بغیر مساوات ہی نہ ہو گی (اس نص سے کھانے پینے کی اشیاء میں کمی بیشی سے خرید و فروخت ناجائز ثابت ہوئی) پھر جیسے گواہوں کے اندر دو چیزیں ضروری ہیں اہلیت اور عدالت۔

اہلیت قیاس کے جواز اور عدالت قیاس کے وجوب کے لئے ہے اسی طرح یہ ضروری ہے کہ وصف کے اندر دو باتیں پائی جائیں۔

ا۔صلاحیت ۲ ۔عدالت

سوال نمبر12۔علت جامعہ یا مشترکہ کے کتنے وصف ہیں؟

اس کے دو وصف ہیں : 1۔صلاحیت 2۔عدالت

سوال نمبر13۔صلاحیتِ علت سے کیا مراد ہے؟

کسی علت کا واقعتاً علت بننے کی صلاحیت رکھنا یعنی اس کی طرف حکم منسوب کیا جاسکے۔

وصف کے صالح ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ وصف حکم کے موافق اور مناسب ہو۔یعنی وہ وصف ان علتوں کے موافق ہو جو رسول اللہ ﷺ اور اسلاف سے منقول ہوں۔

مثال:۔

جیسا کہ ہمارا قول ثیبہ صغیرہ کے بارے میں کہ جبراً اس کا نکاح کیا جائے گا،اس لئے کہ وہ صغیرہ ہے تو وہ باکرہ کے مشابہ ہو گئی، پس یہ تعلیل ہے ایسے وصف کے ساتھ جو حکم کے موافق ہے،اس لئے کہ صغر ولایتِ نکاح میں مؤثر ہے،اس لئے کہ اس کے ساتھ عجز متصل ہے۔

سوال نمبر14۔عدالتِ علت سے کیا مراد ہے؟

عدالت سے مراد ہے کہ اس علت کا کسی حکم میں اثر ظاہر ہوا ہو۔عدالت کی حقیقت یہ ہے کہ اس وصف کی تاثیر ثابت ہو چکی ہے۔

بہر حال عدالت سے مراد تاثیر ہے تو عدالت کا پتہ جب چلے گا کہ اس وصف نے کسی جگہ اپنا اثر دکھایا ہو جیسے گواہ کی عدالت کا پتہ جب چلے گا کہ اس پر اس کا اثر ظاہر ہو جس کی وجہ سے وہ ممنوعاتِ شرعیہ کے ارتکاب سے باز آجائے۔

مثال:۔

جیسے مال کی ولایت میں صغر کا اثر ہے یعنی صغر کی وجہ سے مالی تصرف کا حق شریعت نے ولی کو دیدیا، کیونکہ بچہ بوجہ صغر مالی تصرف سے عاجز ہے،اس لئے ولی کو حقِ تصرف اور حقِ ولایت شریعت نے دیا یہ مسئلہ اجماع سے ثابت ہے،اور صغر کی وجہ سے جیسے مالی تصرف سے عجز ہے ایسے ہی صغیر اپنے نفس میں تصرف سے بھی عاجز ہے، لہٰذا اس علتِ صغر کی وجہ سے ولایت فی النفس یعنی ولایتِ نکاح بھی ثابت ہو جائے گی، پس ولایتِ نکاح کے لئے ہم نے صغر کو علت بنایا کیونکہ یہ ایسی علت ہے جس کا اثر اور جگہ ظاہر ہو چکا ہے، چونکہ اجماع سے اس کا ولایتِ مال میں علت ہونا ثابت ہو چکا ہے۔

سوال نمبر15۔تاثیر کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟

تاثیر کی چار اقسام ہیں:

قسمِ اول:

بعینہ اسی وصف کااثر عینِ حکم میں ظاہر ہوا ہو جیسے بلی کا جوٹھا ناپاک نہ ہونا حکم ہے اور اس کی علت طواف ہے۔

قسمِ ثانی:

بعینہ اسی وصف کا اثر اس حکم کی جنس میں ظاہر ہو جیسے صغرِ کا اثر ولایتِ مال میں بالا جماع ظاہر ہے۔ تو یہ اثر ولایت ِ نکاح میں بھی ہوگا چونکہ دونوں حکم ہم جنس ہیں۔

قسمِ ثالث:

اس وصف کی جنس کا اثر بعینہ اسی حکم میں ظاہر ہو چکا ہو جیسے جنون اسقاط صلوۃ کی علت ہے جو نص سے ثابت ہے اور جنون اغماء (غشی) کی جنس ہے لہٰذا اغماء بھی سقوطِ صلوۃ کی علت ہوگی۔

قسمِ رابع:

جنسِ وصف کا اثر جنسِ حکم میں ظاہر ہو جیسے سفر کی مشقت بالنص دو رکعتیں ساقط کرنے کی علت ہے تو مشقت حیض کی جنس ہے اور دو رکعتوں کا ساقط ہونا سقوط صلوۃ کی جنس ہے تو مجانسب کی وجہ سے حیض بھی سقوط صلوۃ کی علت ہو گیا۔

سوال نمبر 16۔ وصفِ جامع پر عمل کرنے کیلئے کیا شرائط ہیں؟ اختلافِ آئمہ بیان کریں۔

احناف کے نزدیک وصف کا صالح اور عدالت ہونا (متعدی ہونا) عمل کو وجوب کرتا ہے۔ جبکہ شوافع کے نزدیک وصف میں موافقت عمل کو واجب کرتی ہے اس کیلئے عدالت کی ضرورت نہیں ہے۔

سوال نمبر 17۔ استحسان کی تعریف کریں، نیز استحسان کے قائل کون ہیں؟

استحسان قیاسِ خفی کو کہتے ہیں۔ یعنی باطنی طور پر جس کا اثر قوی و مضبوط ہوتا ہے۔ امام ابو حنیفہ استحسان کے قائل ہیں۔

سوال نمبر 18۔ ادلہ شرع کا چار میں انحصار ہے امام ابو حنیفہ نے پانچویں دلیل یعنی استحسان کا اختراع کہاں سے کر لیا ہے جو دلیل شرعی نہیں پھر تعجب کی بات یہ ہے کہ ابو حنیفہ تو استحسان کے مقابلہ میں قیاس کو چھوڑ دیتے ہیں یعنی دلیل شرعی کو غیر دلیل کے مقابلہ میں چھوڑ دیتے ہیں؟

استحسان بھی قیاس ہی کی ایک قسم ہے بس اول قیاسِ جلی اور یہ قیاس خفی کہلاتا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ کہاں کس کو ترجیح ہوگی لہٰذا علت اثر کی وجہ سے علت بنتی ہے تو ہم جہاں علت کو قوی اور مضبوط پائیں گے وہاں اسی کو ترجیح دیں گے لہٰذا جہاں استحسان کی تاثیر قوی ہوگی وہاں استحسان مقدم ہوگا اور جہاں قیاس کی تاثیر مضبوط ہوگی وہاں قیاس کو مقدم رکھا جائے گا۔

سوال نمبر 19۔ قیاس کو مقدم کرنے کی کوئی صورت بیان کریں۔

جس بندے نے آیتِ سجدہ تلاوت کی اور اس نے رکوع میں ہی سجدہ کی نیت کر لی تو اس کا سجدہ ادا ہو جائے گا۔

استحسان کا تقاضا تھا کہ سجدہ ایک الگ رکن ہے اور رکوع الگ۔ اس لئے رکوع میں سجدہ کی نیت سے سجدہ تلاوت ادا نہ ہوگا۔ جبکہ قیاس کا تقاضا ہے کہ سجدہ کا مقصد خشوع و خضوع ہے جو رکوع سے بھی حاصل ہو رہا ہے۔ یعنی اس میں علت خشوع و خضوع ہے۔

استحسان بظاہر قوی ہے مگر اس کا باطن فاسد ہے۔یعنی سجدہ تلاوت کو نماز کے سجدہ پر قیاس نہیں کیا جائے گا کیونکہ سجدہ تلاوت عبادتِ غیر مقصودہ ہے اور نماز کا سجدہ عبادتِ مقصودہ ہے۔

قیاس بظاہر فاسد ہے مگر اس کا باطن قوی ہے۔یعنی اصل مقصد خشوع و خضوع ہے جو رکوع سے بھی حاصل ہو جاتی ہے۔اس کی دلیل اللہ عزوجل کا حضرت داودؑ کے سجدہ کو رکوع کا نام دینا ہے۔

وخرراکعاًواناب

اپنے رب سے معافی مانگی اور سجدے میں گر پڑے

سوال نمبر20۔کونسی چیزیں قیاسِ جلی کے معارض ہوتی ہیں؟

چار چیزیں قیاسِ جلی کے معارض ہوتی ہیں ان میں سے پہلی تین کا تعدیہ درست نہیں جبکہ قیاسِ خفی کا تعدیہ درست ہے۔

استحسان بالنص:

نص سے ثابت ہونے والا حکم اگر قیاسِ جلی کے معارض ہو تو اس کو استحسان بالنص کہتے ہیں۔مثلاً قیاس جلی کا تقاضا ہے کہ بیع سلم جائز نہ ہو مگر نص سے اس کے جواز کا ثبوت ملتا ہے مگر اس نص پر قیاس کرتے ہوئے دیگر معدوم چیزوں کی بیع کو جائز نہیں کہہ سکتے۔

استحسان بالاجماع:

اجماع سے ثابت ہونے والا حکم اگر قیاسِ جلی کے معارض ہو تو اسے استحسان بالاجماع کہتے ہیں۔مثلاً استصناع (یعنی سائز دے کر چیز بنوانا) اب اس پر قیاس کرتے ہوئے بھی معدوم چیز کی بیع جائز نہیں ہے۔

استحسان بالضرورة:

ضرورت کی وجہ سے ثابت ہونے والا حکم اگر قیاسِ جلی کے معارض ہو تو اسے استحسان بالضرورۃ کہتے ہیں۔مثلاً کنواں پاک کرتے ہوئے جب پانی مقررہ مقدار کے مطابق نکال دیا جائے تو کنویں کی دیواریں، رسی، ڈول اور پانی نکالنے والے کے ہاتھ وغیرہ سب پاک ہو جائیں گے اور یہ سب ضرورت کے تحت ہے۔

استحسان بالقیاس:

قیاسِ خفی سے ثابت ہونے والا حکم اگر قیاسِ جلی کے معارض ہو تو اسے استحسان بالقیاس کہتے ہیں۔مثلاً بیع کے معاملہ میں مدعی اور منکر کا جھگڑا ان کے مرنے کے بعد ان کی اولاد کی طرف متعدی ہو گا۔یہ مسئلہ مبیع کے بعد القبض کی صورت میں ہو گا۔

سوال نمبر21۔ تخصیصِ علت سے کیا مراد ہے؟نیز تخصیصِ علت کے بارے میں اختلافِ آئمہ بیان کریں۔

حکم کا علت سے تخلف ہونا تخصیصِ علت کہلاتا ہے۔یعنی کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ کسی جگہ علت پائی جائے مگر کسی مانع کی وجہ سے حکم نہ پایا جائے؟اس بارے میں آئمہ کرام کا اختلاف ہے۔بعض کہتے ہیں کہ ایسا ممکن ہے کہ علت تو ہو مگر حکم کسی مانع کی وجہ سے نہ پایا جائے جیسا کہ قیاسِ جلی کے مقابلہ میں استحسان۔

ہم کہتے ہیں کہ ضرورت اجماع ہے اور اجماع قرآن و سنت کی نظیر ہے جو کہ نص ہے اور جہاں نص ہو وہاں قیاس نہیں ہوتا۔ تو یہ کہنا کہ مانع کی وجہ سے حکم نہیں پایا گیا تو یہ قول درست نہیں بلکہ یوں کہا جائے گا کہ یہاں عدمِ علت کی وجہ سے حکم کا وجود نہیں پایا جارہا۔

اگر قیاسِ جلی کے مقابلہ میں استحسان (قیاسِ خفی) آجائے تو استحسان کو ترجیح ہوگی کیونکہ وہ قوی التاثیر ہے۔ تو یوں اس کے مقابلے میں قیاسِ جلی باقی نہ رہے گی۔ تو ثابت ہوا کہ حکم کا نہ پایا جانا علت کے نہ پائے جانے پر منحصر ہے نا کہ کسی مانع کی وجہ سے۔ صاحبِ حسامی فرماتے ہیں کہ علتِ مؤثرہ میں جہاں بھی حکم کا تخلف ہوگا وہ عدمِ علت ہی کی وجہ سے ہوگا۔

مثال کے طور پر ایک روزہ دار بندے نے بھول کر کچھ کھا پی لیا تو جو علت کا قائل ہوگا وہ کہے گا روزے کا رکن فوت ہو گیا کیونکہ علت (یعنی روزے کی حالت میں کھانا پینا) پائی گئی۔ مگر نص (انما اطعمہ اللہ وسقاہ) حکم جاری ہونے میں مانع ہو گئی ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ عدمِ علت کی وجہ سے عدمِ حکم کا وجود پایا گیا ہے۔ ہمارے نزدیک علت یعنی فواتِ امساک ہوا ہی نہیں۔ ناسی کو تو اللہ نے کھلایا پلایا ہے۔ تو اس طرح روزے کا رکن فوت نہیں ہوگا۔

پہلے فریق نے جس حدیث کو تخصیصِ علت کی دلیل ٹھہرایا دوسرے فریق نے اسی حدیث کو عدمِ علت کی دلیل ٹھہرایا۔

سوال نمبر22۔ عللِ مستنبطہ اور عللِ منصوصہ سے کیا مراد ہے؟

وہ علتیں جو ادلہ اربعہ (قرآن، سنت، اجماع، قیاس) سے مستنبط ہوں انھیں عللِ مستنبطہ اور جو علتیں نصوص سے ثابت ہوں انھیں عللِ منصوصہ کہا جاتا ہے۔

سوال نمبر23۔ قیاس اور تعلیل میں کیا نسبت ہے؟

احناف کے نزدیک ان دونوں میں نسبتِ تساوی پائی جاتی ہے۔ جبکہ شوافع کے نزدیک عموم و خصوص مطلق کی نسبت پائی جاتی ہے۔ (یعنی قیاس خاص ہے اور تعلیل عام ہے)

سوال نمبر24۔ قیاس کا کیا حکم ہے؟ اختلافِ آئمہ بیان کریں۔

قیاس کا حکم تعدیہ ہے۔ اس میں احناف اور شوافع کا اختلاف ہے۔ احناف قیاس کیلئے تعدیہ کو لازم قرار دیتے ہیں کہ اگر تعدیہ پایا جائے تو قیاس درست ہوگا ورنہ نہیں۔ جبکہ شوافع کہتے ہیں کہ بغیر تعدیہ کے بھی قیاس درست ہے۔ اسی لئے امام شافعی نے نقدین (سونا، چاندی) میں ثمنیت کو سود کی علت قرار دیا جس کا تعدیہ صحیح نہیں۔ جبکہ احناف نے قدر و جنس کو علت قرار دیا جو متعدی ہوتی ہے۔

سوال نمبر25۔ علت کسے کہتے ہیں؟ نیز اس کی اقسام بیان کریں۔

اگر حکم اور کسی چیز میں مناسبت واضح طور پر بیان ہو اور یہ مناسبت سمجھ میں آرہی ہو تو اسے علت کہتے ہیں جیسے سفر میں روزہ مؤخر کرنا اس میں یہ علت سمجھ میں آرہی ہے کہ سفر کی مشقت کی وجہ سے روزہ مؤخر کیا گیا۔

علت کی دو قسمیں ہیں: 1۔ طردیہ 2۔ مؤثرہ

علتِ طرد یہ:۔

علت کے وجود اور عدم کیساتھ حکم کا ہونا، علتِ طرد یہ کہلاتا ہے۔اس میں تاثیر کو نہیں دیکھا جاتا۔

شوافع اس سے استدلال کرتے ہیں جبکہ احناف کے نزدیک طرد یہ سے استدلال کرنا صحیح نہیں۔

علتِ مؤثرہ:۔

ایسی علت جس کی تاثیر نص یا اجماع سے کسی دوسری جگہ ظاہر ہو چکی ہو۔احناف مؤثرہ سے استدلال کرتے ہیں۔

سوال نمبر 26۔ قیاس پر کتنے قسم کے اعتراضات وارد ہوتے ہیں؟

قیاس پر آٹھ قسم کے اعتراضات وارد ہوتے ہیں:

1۔ ممانعت 2۔ موجبِ علت 3۔ قلب 4۔ عکس

5۔ فسادِ وضع 6۔ فرق 7۔ نقض 8۔ معارضہ

سوال نمبر 27۔ احناف کی جانب سے شوافع کی علتِ طرد یہ پر کتنے اعتراضات وارد ہوتے ہیں؟ یا علتِ طرد یہ کو دفع کرنے کے کتنے طریقے ہیں؟

علتِ طرد یہ پر چار اعتراضات وارد ہوتے ہیں:

1۔ القول بموجب العلۃ 2۔ ممانعت 3۔ فسادِ وضع 4۔ مناقضہ

سوال نمبر 28۔ القول بموجب العلۃ سے کیا مراد ہے؟

مخالف کی علت کو تسلیم کر کے ایسا نکتہ چھوڑنا کہ علت برقرار رہے مگر حکم تبدیل ہو جائے۔ مثلاً شوافع رمضان کے روزے کی نیت کو متعین کرتے ہیں اور ان کا یہ استدلال علتِ طرد یہ سے ہے۔ وہ اس طرح کہ رمضان کا روزہ فرض ہے اور فرض کیلئے نیت کی تعیین ضروری ہے۔

احناف کہتے ہیں کہ رمضان کے روزے کیلئے مطلق نیت کافی ہے۔ کیونکہ فرض کی تعیین شارع کی طرف سے پہلے ہی ہو چکی ہے تو اب تعیین کی ضرورت نہیں۔اب ہم نے شوافع کی علت (یعنی فرض کا بلا تعیینِ نیت درست نہ ہونا) قبول کی مگر حکم میں تبدیلی واقع کر دی۔

سوال نمبر 29۔ ممانعت سے کیا مراد ہے؟ نیز اس کی کتنی صورتیں ہیں؟

معلل کی دلیل کے تمام مقدمات یا بعض متعین اجزاء کو قبول کرنے سے انکار کر دینا، ممانعت کہلاتا ہے۔

اس کی چار صورتیں ہیں:

1۔ نفسِ وصف کا انکار کرنا 2۔ وصف کا صالح للحکم ہونے کا انکار کرنا

3۔ نفسِ حکم کا انکار کرنا 4۔ حکم کے وصف کی طرف منسوب ہونے کا انکار کرنا

سوال نمبر 30۔ ممانعت فی نفس الوصف سے کیا مراد ہے؟

معلل جس چیز کو علت ٹھہرائے تو معترض اس علت کا ہی انکار کردے۔ جیسے شوافع نے روزہ کا کفارہ واجب ہونے کیلئے جماع کو علت بنایا جبکہ احناف نے اس علت کا انکار کیا اور عمداً افطار کو علت بنایا۔

سوال نمبر31۔ممانعت فی صلاح الوصف للحکم سے کیا مراد ہے؟

معترض معلل کی علت تو تسلیم کرے مگر یہ تسلیم نہ کرے کہ اس علت میں حکم ثابت کرنے کی صلاحیت ہے۔

مثلاً شوافع باکرہ پر ولایت ثابت کرنے کیلئے بکر کو علت بناتے ہیں۔احناف کے نزدیک پردہ بکارت کو علت بنانا تو ٹھیک ہے مگر یہ حکم کی صلاحیت نہیں رکھتا کیونکہ اس علت کا اثر کسی اور مقام پر ظاہر نہیں ہوا۔ تو ولایت کیلئے بکر نہیں بلکہ صغر علت بنائی جائے گی کیونکہ اس کا اثر دیگر معاملات میں بھی ہوتا ہے۔

سوال نمبر32۔ممانعت فی الحکم سے کیا مراد ہے؟

معترض علت اور اس کی صلاحیت کو تو قبول کرے مگر اس سے ثابت ہونے والے حکم کا انکار کردے اور یہ کہے کہ اس کا یہ حکم نہیں بلکہ دوسرا حکم ہے۔ مثلاً شوافع کہتے ہیں کہ وضو میں اعضاءِ مغسولہ میں تثلیث سنت ہے۔ چونکہ اعضاء کا دھونا رکنیت میں شامل ہے تو سر کا مسح بھی رکن ہے تو جس طرح دیگر ارکان میں تثلیث ہے اسی طرح سر کے مسح میں بھی تثلیث کی جائے۔(اب یہاں علت رکنیت ہے اور حکم تثلیث ہے)

احناف کہتے ہیں کہ حکمِ تثلیث کو قبول نہیں کیا جائے گا کیونکہ اکمالِ فرض کیلئے فرض پر زیادتی کرنا مسنون ہے اعضاءِ مغسولہ میں اکمال کی سنت کے حصول کیلئے تثلیث کا حکم دیا جبکہ پورے سر کا مسح فرض نہیں ہے اس میں اکمال پورے سر کا مسح کرنے سے ہو جائے گا اس لئے پورے سر کا مسح مسنون ہے۔

سوال نمبر33۔ممانعت فی نسبۃ الحکم الی الوصف سے کیا مراد ہے؟

معترض حکم کا علت کی طرف منسوب ہونا تسلیم نہ کرے، ممانعت فی نسبۃ الحکم الی الوصف کہلاتا ہے۔ یعنی معترض یہ کہے کہ یہ حکم اس علت کی طرف منسوب نہیں بلکہ دوسری علت کی طرف منسوب ہے۔ مثلاً سابقہ مسئلہ میں حکم یعنی تثلیث کو علتِ رکنیت کی طرف منسوب کیا گیا۔ تو احناف کہتے کہ پھر نماز میں قیام، رکوع و سجود وغیرہ سب رکن ہی ہیں ان میں بھی تثلیث ہونی چاہئے حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں۔اور وضو میں کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا رکن نہ ہونے کے باوجود بھی تثلیث کیساتھ مسنون ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ تثلیث کے مسنون ہونے کی علت رکنیت نہیں ہے۔

سوال نمبر34۔فسادِ وضع سے کیا مراد ہے؟

فسادِ وضع کا مطلب ہے کہ علت کی بنیاد کی فاسد ہو۔ یعنی معلل نے ایسے وصف کو حکم کی علت بنایا ہے جس وصف کا حکم سے کوئی جوڑ نہیں۔ مثلاً شوافع کہتے ہیں کہ جب دو میاں بیوی میں سے ایک اسلام کرلے تو اگر وہ عورت مدخول بہا ہے تو تین حیض کے بعد اگر غیر مدخول بہا ہے تو فوراً تفریق کردی جائے گی۔ یعنی شوافع اسلام کو تفریق کی علت بنارہے ہیں۔

جبکہ احناف اس علت کو بنیاد ہی سے فاسد قرار دیتے ہیں۔ وہ کہتے کہ اسلام حقوق کی حفاظت کرتا ہے حق تلفی نہیں کرتا۔ تو علت اسلام سے انکار کرنا ہو گی کیونکہ جب ایک مسلمان ہو گیا تو وہ دوسرے کو اسلام کی دعوت دے گا اگر وہ قبول کر لے تو نکاح اپنی حالت پر باقی رہے گا اگر قبول نہ کرے تو اس کا انکار کرنا علت بنے گا۔

سوال نمبر 35۔ مناقضہ سے کیا مراد ہے؟

معلل نے جس وصف کو علت بنایا ہے بعض جگہوں میں حکم کا علت سے تخلف ہو یعنی علت ہو مگر حکم نہ پایا جائے۔

مثال کے طور پر شوافع کہتے ہیں کہ جس طرح تیمم میں نیت فرض ہے (جو کہ امر تعبدی و غیر معقول ہے) اسی طرح وضو میں بھی فرض ہے۔ کیونکہ وضو امورِ تعبدیہ میں سے ہے اور امورِ تعبدیہ میں نیت فرض ہوتی ہے جیسے نماز و روزہ وغیرہ میں۔

احناف کہتے ہیں کہ تیمم ایک غیر معقول امر ہے جبکہ وضو معقول امر ہے اور امرِ معقول میں نیت کی ضرورت نہیں ہوتی برخلافِ مٹی سے تیمم کرنا کیونکہ مٹی سے طہارت حاصل کرنا یہ امرِ غیر معقول ہے۔

علل طردیہ کو دفع کرنے کی مذکورہ چار اقسام اصحابِ طرد یعنی شوافع کو تاثیر کے قائل ہونے پر مجبور کرتی ہیں اب لامحالہ انھیں علتِ مؤثرہ کو ماننا پڑے گا۔

سوال نمبر 36۔ نقض اور مناقضہ میں کیا فرق ہے؟

اگر علت سے حکم کا تخلف کسی مانع کی وجہ سے ہو تو اسے نقض اور اگر بغیر کسی مانع سے ہو تو اسے مناقضہ کہتے ہیں۔

سوال نمبر 37۔ علتِ مؤثرہ کے معترضین اور قائلین کون ہیں؟

شوافع علتِ مؤثرہ پر اعتراض کرتے ہیں جبکہ احناف اس کو علت ٹھہرانا صحیح قرار دیتے ہیں اور اسی علت سے استدلال کرتے ہیں۔

سوال نمبر 38۔ علتِ مؤثرہ پر کونسے اعتراضات وارد ہوتے ہیں؟ نیز علتِ طردیہ اور مؤثرہ پر وارد ہونے والے مشترکہ اعتراض کونسے ہیں؟

تین اعتراضات وارد ہوتے ہیں: 1۔ القول بموجب العلۃ 2۔ ممانعت 3۔ معارضہ

دو اعتراضات مشترک ہیں: 1۔ القول بموجب العلۃ 2۔ ممانعت

سوال نمبر 39۔ علتِ مؤثرہ پر فسادِ وضع اور مناقضہ سے اعتراض وارد کیوں نہیں کیا جا سکتا؟

چونکہ علتِ مؤثرہ کی تاثیر قرآن، سنت اور اجماع سے ظاہر ہوتی ہے۔ تو جس طرح قرآن، سنت اور اجماع میں فسادِ وضع اور مناقضہ نہیں ہو سکتا اسی طرح علتِ مؤثرہ میں بھی نہیں ہو سکتا۔

سوال نمبر 40۔ شوافع کونسا مناقضہ وارد کرتے ہیں اور اس کا دفاع کیسے کیا جاتا ہے؟

علتِ مؤثرہ پر حقیقی و معنوی مناقضہ نہیں ہو سکتا لیکن صورۃً مناقضہ ہو سکتا ہے۔ اور شوافع یہی مناقضہ وارد کرتے ہیں۔

احناف اس مناقضہ کو چار طریقوں سے دفع کرتے ہیں:

1۔دفع بالوصف 2۔دفع بالمعنی الثابت بالوصف 3۔دفع بالحکم 4۔دفع بالغرض

سوال نمبر41۔دفع بالوصف کی کوئی مثال پیش کریں۔

جو ناپاکی غیر سبیلین سے نکلتی ہے وہ احناف کے نزدیک ناقضِ وضو ہے جبکہ شوافع کے نزدیک نہیں۔شوافع نے نقض وارد کیا کہ جب ناپاکی نکلتی ہے مگر بہتی نہیں تو آپ کے نزدیک وضو کیوں نہیں ٹوٹتا حالانکہ علت (خروج) موجود ہے

احناف کہتے ہیں کہ وہاں ظہور ہوا ہے خروج نہیں اور ظہور ناقضِ وضو نہیں ہے۔پھر شوافع نے اعتراض کیا کہ آپ لوگ پھر دبر میں ظہور کو ناقض وضو کیوں ٹھہراتے ہیں؟

احناف کہتے کہ جسے آپ ظہور کہہ رہے ہیں اصل میں وہ خروج ہے کیونکہ فضلہ کا معدن اندر ہے نہ کہ دبر اس لئے دبر میں نجاست کا ظہور ہی وضو کے نقض کا سبب ہے۔

سوال نمبر42۔دفع بالمعنی الثابت بالوصف سے کیا مراد ہے؟مثال سے وضاحت کریں۔

اس سے مراد ہے کہ ہم اس معنٰی کا انکار کریں گے جو معنی وصف سے دلالۃً ثابت ہے،یعنی ہم یہ کہیں گے کہ اس وصف کے علت ہونے میں جس معنٰی کا دخل ہے وہ معنٰی موجود ہی نہیں ہے۔

مذکورہ مثال میں حکم کا مدار اسی پر ہے۔لیکن وہ معنٰی موجود نہیں یہ وصف (یعنی خروجِ نجاست) علت نہیں بنے گا اور جب علت نہیں تو حکم کا تخلف نہیں ہے اور جب تخلف ہی نہیں ہے تو مناقضہ کا سوال ہی نہیں بنتا۔

شوافع کا ظہورِ نجاست کو ناقضِ وضو قرار دینے والے اعتراض کا دوسرا جواب یہ بھی ہے کہ اگر ظہور ناپاک ہوتا تو اس کو دھونا لازم ہوتا حالانکہ اس کو دھونا لازم نہیں ہے اور سبیلین میں وضو بالاتفاق ٹوٹتا ہے مگر اولاً موضع اصابت کا غسل ضروری ہے پھر اس خروج کی وجہ سے پورا بدن ناپاک ہو گیا۔اصل تو یہ ہے کہ پورا بدن دھویا جائے لیکن دفعاً للحرج شریعت نے اعضاءِ وضو پر اکتفاء کر لیا۔مگر غیر سبیلین میں موضع اصابت ہی کا غسل مذکورہ صورت میں ضروری نہیں ہے جس سے پتا چلا کہ غیر سبیلین میں ظہور ناقضِ وضو ہی نہیں۔اسی جواب کو دفع بالمعنٰی الثابت بالوصف کہتے ہیں۔

سوال نمبر43۔دفع بالحکم کی کوئی مثال پیش کریں۔

اس سے مراد ہے کہ ہم حکم کو ثابت مانتے ہیں یعنی علت کی وجہ سے حکم ثابت ہے۔مذکورہ جواب پر شوافع کا اعتراض وارد ہوتا ہے کہ جس کا زخم مسلسل بہتا رہتا ہے تو اس کا وضو ٹوٹنا چاہئے کیونکہ علتِ نقض موجود ہے مگر آپ کہتے ہیں کہ بقاءِ وقت تک اس کا وضو باقی رہتا ہے اور یہ علت کا حکم سے تخلف ہے۔

احناف کہتے ہیں کہ یقیناً اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر بربناء دفع حرج معذور کیلئے بقاءِ وقت تک وضو کو باقی شمار کیا گیا ہے۔اسی کا نام دفع بالحکم ہے۔

سوال نمبر 44۔ دفع بالغرض کی کوئی مثال پیش کریں۔

شوافع کے مذکوہ اعتراض کا جواب یہ بھی ہے کہ اگر کسی کو مسلسل قطرات کا مرض ہو تو آپ کے نزدیک وہاں بھی یہی حکم ہے۔ تو ہم نے فرع کو اسی پر قیاس کر کے فرع کے اندر وہی حکم ثابت کر دیا۔ یعنی جو تمہارا جواب ہے وہی ہمارا جواب ہے۔ اسی کا نام دفع بالغرض ہے۔

سوال نمبر 45۔ معارضہ کسے کہتے ہیں؟ نیز اس کی کتنی اقسام ہیں؟

مخالف جس دعویٰ پر دلیل قائم کرے اس کیخلاف دلیل قائم کر دینا معارضہ کہلاتا ہے۔

اس کی دو اقسام ہیں: 1۔ معارضہ فیہا مناقضہ 2۔ معارضہ خالصہ

سوال نمبر 46۔ معارضہ فیہا مناقضہ کی تعریف کریں۔ نیز بتائیں کہ ایک ہی چیز کو مناقضہ اور معارضہ کیوں قرار دیا گیا کیونکہ مناقضہ علتِ مؤثرہ پر تو وارد ہی نہیں ہوتا؟

اگر معلل کی دلیل بعینہ مخالف کی دلیل بن جائے تو معارضہ فیہا مناقضہ (یعنی ایسا معارضہ جو مناقضہ کو بھی متضمن ہو) کہلائے گا اسی نوع کو قلب بھی کہتے ہیں۔

معارضہ اور مناقضہ کو ایک ہی نام اس لئے دیا گیا ہے کہ معارضہ کو قلب بھی کہا جاتا ہے پس اس لحاظ سے کہ یہ دعویٰ کے خلاف دلالت کرتا ہے اس کا نام معارضہ و قلب رکھا گیا اور اس اعتبار سے کہ معلل کی دلیل میں خلل ہونے کی وجہ سے خود معلل کے حق میں دلیل بننے کی قابل نہیں رہی بلکہ یہ اس کے معارض بن گئی اس کا نام مناقضہ رکھا گیا۔

البتہ اس میں معارضہ ہی اصل مدِ نظر ہے مناقضہ تو محض ضمنی طور پر پایا جاتا ہے کیونکہ مناقضہ اصالۃً اور قصداً علتِ مؤثرہ میں وارد نہیں ہو سکتا اسی لئے مصنف نے اسے معارضہ فیہا مناقضہ کا نام دیا ہے نہ کہ مناقضہ فیہا معارضہ۔

سوال نمبر 47۔ قلب یا معارضہ فیہا مناقضہ کی کتنی صورتیں ہیں؟ وضاحت کریں۔

قلب یا معارضہ فیہا مناقضہ کی دو صورتیں ہیں:

1۔ علت کو حکم اور حکم کو علت کر دینا۔

2۔ علت کو اس طرح پلٹ دینا کہ مستدل کے دعویٰ کیلئے مثبت ہونے کی بجائے اس کے خلاف پر دال بن جائے۔

سوال نمبر 48۔ قلب کی پہلی قسم کی وضاحت کریں۔

قلب کی یہ قسم صرف اسی صورت میں متحقق ہو سکتی ہے جب کہ کسی حکمِ شرعی کو قیاس کی علت بنایا گیا ہو، تاکہ جب پلٹا جائے تو وہ دوبارہ حکم بننے کے قابل ہو، لیکن اگر وصف خلاص کو علت بنایا جائے جو حکم بننے کے قابل نہ ہو تو قلب متحقق نہیں ہو سکتا۔

مثال کے طور پر امام شافعی کے نزدیک غیر محصن (غیر شادی شدہ) کفار کو زنا کے جرم میں کوڑے مارے جائیں گے اور (محصن) شادی شدہ کو رجم (سنگسار) کیا جائے گا۔ جبکہ ہمارے نزدیک دونوں صورتوں میں کوڑے ہی مارے ہی جائیں گے کیونکہ رجم کیلئے شادی شدہ ہونا شرط ہے اور احصان کیلئے اسلام شرط ہے اور کفار خواہ شادی شدہ ہوں یا نہ ہوں

دونوں صورتوں میں احصان ثابت نہ ہو گا اس لئے صرف کوڑے مارے جائیں گے۔

لیکن امام شافعیؒ نے رجم کی علت کفار میں سے بِکر (کنواروں) کے حق میں کوڑے مارے جانے کو قرار دیا اور یوں کہا کہ جب ان کے بِکر کو کوڑے لگتے تو ان کے ثیب (شادی شدہ) کو رجم کیا جائے گا۔ تو امام شافعی نے رجم کو حکم اور جلد (کوڑے) کو علت قرار دیا ہے۔

ہم نے اس پر معارضہ کیا اور انکی علت کو حکم اور حکم کو علت کر دیا یعنی ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ مسلمانوں کے حق میں جَلد رجم کی علت ہے لہٰذا ہم نے کہا کہ مسلمانوں میں سے غیر شادی شدہ کو اس لئے کوڑا مارا جاتا ہے کہ ان کے شادی شدہ کو رجم کیا جاتا ہے۔

یہ قلب اس لحاظ سے تو معارضہ ہے کہ منشاءِ معلل یعنی شادی شدہ کفار کے حق میں رجم کے اثبات کے خلاف دلالت کرتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس میں مناقضہ بھی ہے کہ ان کی دلیل پر کہ جس حکم کو علت قرار دیا گیا ہے وہ علت بننے کے قابل نہیں ہے۔

سوال نمبر 49۔ قلب کی دوسری قسم کی وضاحت کریں۔

اس صورت کو قلب الوصف بھی کہا جاتا ہے اس سے مراد ہے کہ علت کو اس طرح پلٹ دینا کہ مستدل کے دعویٰ کیلئے مثبت ہونے کی بجائے اس کے خلاف پر دال بن جائے۔ یعنی ایک ہی دلیل سے دعویٰ ثبوت کی نفی کر دینا۔

مثال کے طور پر رمضان کے روزہ کے بارے میں شوافع کہتے ہیں کہ یہ روزہ چونکہ فرض ہے اس لئے تعیینِ نیت کے بغیر درست نہ ہو گا جس طرح رمضان کی قضاء کا روزہ بغیر تعیینِ نیت ادا نہ ہو گا۔ تو اس مسئلہ میں فرضیت کو تعیینِ نیت کی علت قرار دیا گیا۔

لیکن ہم معارضہ بالقلب کے طریقہ پر اس کا جواب دیتے ہیں اور فرضیت کو عدمِ تعیین کی دلیل قرار دیتے ہیں۔ لہٰذا ہم نے کہا کہ رمضان کا روزہ چونکہ فرض ہے اس لئے خود سے تعیینِ نیت کی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو متعین کر رکھا ہے۔ چونکہ رمضان کی قضاء میں بھی ایک مرتبہ تعیینِ نیت کی ضرورت ہے دوبارہ تعیین کی ضرورت نہیں اسی طرح رمضان کے روزہ میں بھی ایک مرتبہ من جانب اللہ تعیین ہو چکی ہے پھر دوبارہ تعیین کی ضرورت نہیں رہی۔

سوال نمبر 50۔ معارضہ بالقلب سے بچنا کیسے ممکن ہے؟

اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ پہلے ہی سے اپنے کلام کو بجائے تعلیل کے استدلال کی صورت میں پیش کرے۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ ایک شئ دوسری شئ کی دلیل ہو اور یہی دوسری شئ پہلی شئ کی دلیل ہو جیسے آگ دھوئیں کی دلیل ہو سکتی ہے اور دھواں آگ کی، بخلاف تعلیل کے کہ اس

صورت میں ایک شئ کا علت ہونا اور دوسری شئ کا معلول ہونا متعین ہے اور قلب اس کیلئے مضر ہے لیکن معارضہ بالقلب سے رہائی کا طریقہ برتنا اسی وقت ممکن ہے جبکہ دونوں باہم مساوی اور ایک دوسرے کی مثل ہوں۔

سوال نمبر 51۔ کیا مذکورہ مسئلہ رجم میں شوافع تعلیل کی بجائے استدلال پیش کر سکتے ہیں؟

مذکورہ مسئلہ میں یہ مُخلِص شوافع کے حق میں مفید نہیں ہے کیونکہ ان کی علت اور معلول کے درمیان مساوات نہیں ہے۔ اس لئے کہ رجم کی سزا سخت ہے اور اس کی خاص شرائط ہیں اور جَلد میں یہ باتیں نہیں پائی جاتی۔ البتہ ہمارے حق میں مفید ہے۔ مثلاً ہم یوں کہیں کہ روزہ ایک عبادت ہے جو نذر ماننے سے لازم ہو جاتا ہے لٰہذا شروع کر دینے سے بھی لازم ہو جائے گا۔ اب اگر مخالف اس کو قلب کر کے یوں کہے کہ روزہ شروع کرنے سے لازم ہونے کی وجہ سے نذر ماننے پر بھی لازم آتا ہے تو یہ ہمارے حق میں مضر نہیں کیونکہ ان دونوں کے اندر مساوات ہے اس لئے ہر ایک سے دوسرے پر استدلال درست ہے۔

سوال نمبر 52۔ قلب التسویۃ سے کیا مراد ہے؟

قلب کا ایک تیسرا طریقہ بھی ہوتا ہے جسے قلب التسویۃ کہتے ہیں لیکن یہ طریقہ ضعیف اور فاسد ہے کیونکہ اس میں صرف معارضہ ہے مناقضہ نہیں، جب کہ قلب میں معارضہ کیساتھ مناقضہ بھی ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر شوافع کے نزدیک نفلی عبادت شروع کرنے سے لازم نہیں ہوتی لٰہذا اگر نفلی عبادت شروع کر کے توڑ دی جائے تو اس کی قضاء واجب نہیں۔ شوافع نفلی عبادت کو وضو پر قیاس کرتے ہیں کہ جس طرح وضو شروع کرنے اور وضو درمیان میں فاسد ہو جانے سے اتمام کرنا لازم نہیں اسی طرح نفلی عبادت کا اتمام و قضاء بھی لازم نہیں۔

احناف کہتے ہیں کہ آپ نے نوافل کو وضو پر قیاس کیا ہے مگر وضو نذر ماننے اور شروع کرنے سے لازم نہیں ہوتا تو اس طرح مساوات نفلی عبادت میں بھی ہونی چاہئے کہ نہ نذر سے لازم ہو اور نہ شروع کرنے سے کیونکہ وضو اصل (مقیس علیہ) ہے اور اس میں مساوات ہے تو نفلی عبادت جو فرع (مقیس) ہے اس میں بھی مساوات ہونی چاہئے۔ حالانکہ نفلی عبادت نذر سے بالاجماع لازم ہو جاتی ہے تو دونوں میں برابری پیدا کرنے کا تقاضا تو یہ ہے کہ نفلی عبادت شروع کرنے سے بھی لازم ہو جائے، جیسے نذر سے بالاجماع لازم ہو جاتی ہے۔

سوال نمبر 53۔ قلب التسویۃ کن وجوہات پر فاسد ہے؟ وضاحت کریں۔

قلب التسویۃ دو وجوہات پر فاسد ہے:

وجہ اول:۔

معلل کچھ اور کہہ رہا ہے اور آپ کچھ اور کہہ رہے ہیں، معلل کا دعویٰ ہے کہ نفلی عبادت شروع کرنے سے لازم نہیں ہوتی مگر آپ مساوات ثابت کر رہے ہیں جس کا وہ منکر ہی نہیں ہے۔ آپ کو چاہئے تھا کہ آپ نفلی عبادت شروع کرنے سے لازم ہونے کا دعویٰ لاتے تب مناقضہ ہوتا تھا مگر آپ مساوات لے آئے۔ تو اس طرح قلب نہ ہوا کیونکہ قلب میں ضروری ہے کہ معارضہ کیساتھ مناقضہ بھی ہو۔

وجہِ ثانی:۔

کلام میں معانی کا اعتبار ہوتا ہے نہ کہ الفاظ کا اور اصل و فرع میں مساوات ہونی چاہئے۔ جبکہ مذکورہ مسئلہ میں مساوات نہیں بلکہ تضاد ہے ۔کیونکہ مقیس علیہ (وضو) کے اندر نذر اور شروع کی مساوات لازم نہ ہونے کے اعتبار سے ہے اور مقیس (نفلی عبادت) میں ان دونوں کی مساوات کا لازم ہونے کے اعتبار سے ہے۔ یوں ان دونوں کے درمیان کھلا تضاد ہے اور اس طرح کا تضاد قیاس ہی کو باطل کر دیتا ہے۔ اس لئے قلب التسویۃ کو فاسد شمار کیا جاتا ہے۔

سوال نمبر 54۔ معارضہ خالصہ سے کیا مراد ہے نیز اس کی کتنی اقسام ہیں؟

اس سے مراد ہے کہ ایسا معارضہ جس میں مناقضہ نہ ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

1۔ معارضہ فی الفرع　　　2۔ معارضہ فی علۃ الاصل

سوال نمبر 55۔ معارضہ فی حکم الفرع سے کیا مراد ہے؟

اس سے مراد ہے کہ سائل معلل سے کہتا ہے کہ میرے پاس ایسی دلیل موجود ہے جو تمہارے بیانِ فرمودہ حکم کے خلاف پر دلالت کرتی ہے۔ جیسے امام شافعیؒ نے مسحِ راس میں تثلیث اختیار فرمائی ہے کیونکہ یہ رکن ہے اور تمام ارکانِ مغسولہ میں تثلیث مسنون ہے لہٰذا مسح کے اندر بھی تثلیث ہو گی۔

ہم نے کہا کہ مسح مسح ہے اور مسح ہونا تثلیث کو مستلزم نہیں بلکہ اس بات کو مستلزم ہے کہ وہ ایک مرتبہ ہو جیسے مسح علی الخفین۔ لہٰذا مسحِ راس بھی ایک مرتبہ ہی ہو گا۔

تو یہاں معلل کی دلیل باطل نہیں کی گئی لہٰذا اس کا حکم یہ ہو گا کہ دونوں پر عمل ممتنع ہو گا اور وجوہِ ترجیح میں سے کسی ایک کو اسبابِ ترجیح کے ذریعے ترجیح دی جائے گی اور ماقبل میں عدمِ تثلیث مسح کو ترجیح دی جا چکی ہے بہر حال معارضہ فی حکم الفرع صحیح ہے۔

سوال نمبر 56۔ معارضہ فی علۃ الاصل سے کیا مراد ہے؟

اس کا مطلب یہ ہے کہ معارضہ اصل یعنی مقیس علیہ کی علت میں ہو، یعنی معارض معلل سے کہے کہ آپ نے مقیس علیہ میں جو علت نکالی ہے حقیقت میں وہ علت نہیں ہے بلکہ علت کوئی اور شئی ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ یہ قسم معارضہ کی باطل ہے اس لئے کہ معارض معلل کے خلاف جو علت لائے گا وہ علت یا تو قاصرہ ہو گی یا متعدیہ ہو گی اور دونوں علتوں سے معارضہ باطل ہے۔ اگر علتِ قاصرہ سے معارضہ کر رہا ہے تو اس کا بطلان واضح ہے کیونکہ قیاس و تعلیل کیلئے علتِ متعدیہ ہونا شرط ہے کیونکہ اس صورت میں قیاس و تعلیل کا حکم معدوم ہے اور اس کا حکم تعدیہ

ہے۔ مثلاً: احناف نے سونے چاندی پر قیاس کرتے ہوئے لوہے لوہے کی بیع لوہے کے بدلے تفاضل کیساتھ ناجائز قرار دی ہے کیونکہ مقیس علیہ کی علت قدر و جنس اس میں بھی موجود ہے۔اس پر امام شافعی نے معارضہ کیا کہ لوہے کو سونے اور چاندی پر قیاس کرنا درست نہیں ہے کیونکہ اصل علت ثمنیت ہے اور وہ لوہے میں مفقود ہے لہٰذا لوہے کی بیع تفاضلاً جائز ہو گی۔

تو یہاں امام شافعی نے معارضہ کر کے جو علت پیش کی ہے وہ علتِ قاصرہ ہے جس کا اثر سونے چاندی کے علاوہ اور کہیں ظاہر نہیں ہوا۔

سوال نمبر57۔ معارضہ خالصہ کا دوسرا نام کیا ہے؟

معارضہ خالصہ کو اہل مناظرہ معارضہ بالغیر کہتے ہیں۔

سوال نمبر58۔ معارضہ فی علۃ الاصل کا دوسرا نام کیا ہے؟

معارضہ فی علۃ الاصل کو مفارقت بھی کہا جاتا ہے۔